مروجہ عرف میں استعمال

ہونے والے جملوں سے

طلاق کا حکم

بسم الله الرحمن الرحيم

علماء کرام کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے عرف میں کچھ جملے بولے جاتے ہیں۔مثلاً:والله که می لاس درسره په کاسه کیکی.........والله که می درسره ماته کړه........طلاق می دی که می شپه درسره تیره کړه ....طلاق می دی که می درسره وه خوړه ....والله که می درسره په یکشیکه........والله که می گیر وربدل کی.........وغیرہ۔کیا ان الفاظ سے طلاق یا قسم واقع ہوجاتی ہے؟اور کیا قسم یا طلاق سے بچنے کے لیے صرف کھانا چھوڑنا پڑے گا،یا مشترکہ جائیداداور گھر میں رہائش بھی چھوڑنی ہوگی؟

الجواب حامدا ومصليا

شریعت نے عرف کی بنیاد پر بہت سے مسائل کے جواز کا فتویٰ دیا ہےاور بہت سی ایسی صورتیں ہیں، جہاں عرف کے چھوڑنے کی وجہ سے شریعت میں بھی ترک کا حکم لاگو ہے،حقیقت مہجورہ کا تعلق بھی انہی مسائل میں سے ہے، جہاں شریعت میں عرف کو بنیاد بناکر مجاز پرفتوی صادر کیا گیا ہے۔ذیل میں چند اصول ذکر کیے جاتے ہیں،جس سے مسئولہ صورتوں کی طرف راہنمائی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

”الاصل فی جنس هذه المسائل:ان العمل بالحقيقة عند الامكان ،فان تعذر اووجد عرف بخلاف الحقيقة تركت.“

(كتاب الايمان:۵/۵۸۵،ط:رشيديه،كوئٹه)

لمافی” المحيط البرهانی“:

”والاصل فی جنس هذه المسائل:العمل بالحقيقة عند الامكان ،وعندتعذرالعمل بالحقيقة ،اوعندوجود العرف

بخلاف الحقيقةيترک الحقيقة،الاترىٰ ان من باع شيئا بدراهم ،ينصرف الىٰ نقد البلدبدلالة العرف ،وفی الصرف الىٰ نقدالبلدترک حقيقة اسم الدراهم من وجه،فعلم انه كمايترک الحقيقة للتعذر،يترک لاجل العرف.“

(كتاب الايمان والنذر،الفصل الثانی عشر:۱۷۸/۶)

قال فی ”الشامية“:

”الحقيقة تترک بالعادة اذليست العادة الا عرفا عمليا.“

(كتاب الايمان: ٥/٥٩٤، ط: رشيديه، كوئٹه)

"ثم جملة ماتترك به الحقيقة خمسة: قدتترك بدلالة محل الكلام، وبدلالة العادة كماذكرنا...."

(حسامي: ص)

"ومبنى الايمان على العرف."

(كتاب الايمان: ٥/٥٩٥، ط: رشيديه، كوئٹه)

(كذافي الهنديه: ٢/٨٣)

"ومطلق الاسم من غير نية ينصرف الى المتعارف...."

(المحيط: ٦/١٨٠)

مذکورہ قواعد سے معلوم ہوا کہ عرف کی بنیاد پر شریعت کے احکام تبدیل ہوتے ہیں......آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿ ماراہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن. ﴾ حدیث سے بھی عرف تائید ہوتی ہے۔

قال فی "المحيط البرهانی":

المرئة اذاحملت الىٰ بيت زوجها وقرامن الحطب ومنا من اللحم، فقال الزوج: اگر ازآورده تو دانه بخورم ،فانت طالق ثلاثا. فاكل شيئا من ذلك اللحم، تطلق وان لم ياكل دانه ازآورده وى، ولم يقيد اليمين باللفظ، واعتبر الغرض.

(كتاب الايمان والنذر، الفصل الثامن: ٦/١١٢)

یہاں بھی عرف پر فتوی دیا گیا ہے، چنانچہ اگر کسی نے یوں کہا: آپ کے لائے گئے دانے سے نہیں کھاؤں گا، جب کہ متکلم نے اس کے لائے گئے گوشت سے کھایا تو حانث ہوجائے گا۔ یہاں بھی عرف پر فتویٰ دیا گیا ہے، کیونکہ گوشت میں دانے کا تصور نہیں ہوتا ہے، لیکن پھر بھی بنا پر عرف حانث ہوگا۔

"واذا قال: اگرازديگ گرم تو خوردم فكذا، فسخنت قدرا وطبخها غيرها ،لايحنث؛ لان قوله: كرده تو ،يرادبه عرفاپخته تو."

یہاں پر بھی عرف میں "گرم تو" سے "پختہ تو" مراد ہے، لہذا بنا بر عرف اگر کسی اور نے دیگ پکائی ہو، اس نے صرف گرم کی ہو تو اس کے گرم کیے ہوئے دیگ کے کھانے سے حانث نہ ہوگا۔

(المحيط: ٦/١٨٩)

لہذا مسئولہ بالا جملوں کا حکم لکھنے سے پہلے یہ واضح ہونا لازمی ہے، کہ عرف کا اعتبار اس وقت ہے، جب وہ شائع اور غالب، ورنہ عرف کا اعتبار نہ ہوگا۔

"انما تعتبر العادة اذا طردت اوغلبت"

(المجلة،والاشباه،بحواله :قواعدالفقه: ص ٦٣)

والله که مي لاس درسره په کاسه کي که........والله که مي درسره ماته کړه........طلاق مي دي که مي شپه درسره تيره کړه .... طلاق مي دي که مي درسره وه خوړه ....والله که مي درسره په يکشيکه........والله که مي گير وربدل کي.........وغیرہ سے ہر قسم کے تعلقات مراد ہیں، کیونکہ مذکورہ بالا قواعد کے مطابق ہمارے عرف میں یہی شائع اور مشہور ہے، کہ ان جملوں سے مراد مشترکہ کھانا اور جائیداد کی تقسیم مراد ہے۔ اور یہ جملے اب حقیقت مہجورہ کی صورت اختیار کر گئے ہیں، یعنی جیسے کہ وضع قدم میں عرفا دخول فی الدار مراد ہے یہاں تک اگر کسی نے پاؤں پھیلا کر گھر میں داخل کیا اور خود گھر کے باہر تھا تو حانث نہ ہوگا۔ یہاں (**لاس درسره په کاسه کيکي.... که درسره ماته کړه....**) بھی اگر کسی نے صرف کاسہ میں ہاتھ داخل کیا، یا کھانے کے صرف ٹکڑے کیے تو حانث نہ ہوگا، کیونکہ قواعد بالا کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں، کہ کہنے والے کا مراد مشترکہ کھانا اور جائیداد کی تقسیم ہے۔ بلکہ ان جملوں میں وضع قدم کی بنسبت معنیٰ حقیقی زیادہ متروک ہے۔

یادرہے:

مذکورہ بالا حکم اس وقت ہے، جب دو بھائی آپس میں شریک ہوں، لیکن اگر شریک نہ ہوں اور یا دوست اپنے دوست سے مذکور بالا میں سے کوئی جملہ کہے، تو اس وقت صرف کھانا مراد ہوگا، یعنی آپ کے ساتھ کھانا نہیں کھاؤں گا اور عرف کے مطابق اس وقت کا کھانا مراد نہیں ہے، بلکہ مطلق کھانا یعنی جب بھی دونوں اکھٹے کھانا کھائیں گے تو حانث ہوگا۔ تاہم اس سے تعلقات کو ختم کرنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ قسم میں عرف کا اعتبار ہے، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جن چیزوں پر قسم مشتمل نہ ہوں، وہ بھی قسم کے تحت آجائیں۔

"ودلالة العرف لاتاثيرلها في جعل غير الملفوظ ملفوظا."

"النية انما تعمل في الملفوظ"

(الاشباه: ص: ٢٤٩، بحواله :قواعدالفقه: ص: ١٣٤)

"فاذاكانت الحقيقة مرادة ههنا،يتنحى المجاز....."

(المبسوط:۸/۸۱)

چنانچہ ''عالمگیریہ'' میں لکھتے ہیں:

''رجل حلف ان لایاکل مع فلان طعاما ،فاکل ھذا من اناء وھذا من اناء آخر ،لایکون حانثامالم یاکلامن اناء واحد .کذافی فتاوی قاضیخان.''

(کتاب الایمان: ۲/۹۰)

(المحیط البرھانی،کتاب الایمان والنذر: ۶/۱۷۸)

اسی طرح اس جملے سے بھی (''طلاق مے دی کہ مے شپہ درسرہ تیرہ کہ رہائش اختیار کر لینے سے طلاق واقع ہوجائے گی۔اور جائیداد کی تقسیم بھی لازمی ہے،کیونکہ قاعدہ یہی تھا کہ عرف اگرغالب اور شائع ہوتو اس کا اعتبار ہوگا۔(''انما تعتبر العادۃ اذا طردت اوغلبت''))

واضح رہے:

اس جملے سے عرف میں مشترکہ رہائش ہی مراد ہوتی ہے،کیونکہ ایک شادی شدہ بھائی جب شادی شدہ بھائی سے کہتا ہے:''طلاق مے دی کہ مے شپہ درسرہ تیرہ کڑہ'' یاباپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے:''طلاق مے دی کہ دی شپہ راسہ تیرہ کڑہ'' تواس کا مرادیہی ہوتا ہے کہ گھر میں نہیں چھوڑوں گا،یہ مطلب نہیں لیاجاتا ہے کہ گھر ہی میں رہو،البتہ الگ کمرے میں سوجاؤ،کیونکہ کمرے توپہلے سے جداہیں........

لمافی'' المحیط'':

''واذا حلف لایسکن دارفلان ،فسکن فی دار بین فلان وبین غیرہ ،یحنث فی یمینہ،قل نصیب ذلک الغیراو کثر.''

(المحیط البرھانی،کتاب الایمان والنذر: ۶/۲۴۵)

''واذاحلف الرجل لایساکن فلانا.....وکذلک اذاسکنا فی دار واحد(فی بیت علیٰ حدۃیحنث فی یمینہ؛لان جمیع الدار مسکن واحد.وان کان فی الدار مقاصیروحجر ،فسکن کل واحد)فی مقصورۃ اوحجرۃ علیٰ حدۃ ،لایحنث فی یمینہ.ھکذا ذکر فی الاصل.''

(المحیط:کتاب الایمان والنذر،الفصل الثانی عشر: ۶/۲۴۷)

''وفی المنتقیٰ:اذاحلف لایساکن فلانا ،فسکن کل واحد منھما فی مقصورۃ منھا لایحنث......

یہاں بھی یہ بات زیرغوررہے،کہ بنابرعرف اگر یہ جملہ دوست سے کہاجائے،توصرف رہائش مراد ہے۔

”ولوحلف لایساکنه فساکنه فی حانوت من السوق یعملان فیه عملا ،لم یحنث،والیمن
علی المنازل التی فیها الماویٰ؛لان المراد من السکنیٰ الکون فی المکان الذی یاوی الیه.“
(المحیط: کتاب الایمان والنذر،الفصل الثانی عشر: ۶/۲۴۷)

والله که می گیر وربدل کی.....یازه گیروربدل کړه.....یاده داگیره یه وباسه....وغیره .

بنابرعرف ان جملوں سے متعلقہ چیز مراد ہے،یعنی اگرکوئی دوست یابھائی کھانے کا تقاضا کرے،دوسرایوں کہتا ہے:زه گیروربدل کړه.....یاده داگیره یه وباسه....وغیره .

مذکورہ بالا جملوں میں ازروئے عرف فرق ہے:زه گیروربدل کړه....یاوالله گیروربدل کړم....چونکہ یہ جملے مطلق ہیں۔ لہذا یہاں باتوں سمیت ہرقسم کےتعلقات مراد ہیں، کیونکہ گیروربدل کړه اس کا مطلب عرف میں یہی لیا جاتا ہے ،میرے اورآپ کے آپس میں نہیں بنتی ہےاور یہ جملہ عموماوہاں بولا جاتا ہے جب آپس میں ان بن ہو۔

جب کہ دیگر جملے:ده داگیره یه وباسه....وغیره .

تواس کا مطلب وہ متعلقہ چیز ہے،جس کے بارے میں گفتگو ہورہی ہے،ہرقسم کےتعلقات مرادنہیں ہے۔جیسے:ایک بھائی دوسرے بھائی سے کہے:میں کپڑوں کی دوکان میں نہیں بیٹھتا ہوں،جواب میں بھائی مذکورہ بالا جملہ(ده داگیره یه وباسه....وغیره .)استعمال کرے،تواس کا مطلب بنابرعرف مذکورہ کام ہی ہوگا۔

واضح رہے:علم فقہ کا قانون ہے:

فی اطلاق الاسم اعتبار العرف.

اس قانون کےتحت شرح سیر میں لکھتے ہیں:

والحاصل انه یعتبر فی کل موضع عرف اهل ذلک الموضع
فیمایطلقون علیه من الاسم.واصله:ماروی ان رجلاسال
ابن عمررضی الله عنهماقال:ان صاحبا لنااوجب بدنة ،افتجزئه
البقرة،فقال مم صاحبکم؟فقال:من بنی رباح،فقال:ومتی

اقنت بنورباح البقرة.انما وهم صاحبكم الابل.

(شرح السير:75/4،بحواله قواعد الفقه،ص:94)

والله اعلم بالصواب.

السيدكليم الله الحرمزئی.

دارالافتاء والقضاء،دارالعلوم الحرمزی